دھرتی

دھرتی کا مقصد ترقیاتی برادری، نجی شعبہ، سرکاری اداروں اور متعلقہ شہریوں کو اپنی تحقیقی کاوشوں اور پائیدار ترقی کے حوالے سے اپنی جدوجہد سے آگاہ کرنا ہے۔ اس کے علاوہ یہ ماحول اور ترقی کے حوالے سے اہم ملکی و بین الاقوامی پیشرفت سے بھی آگاہ کرتا ہے۔

دھرتی میں ظاہر کئے جانے والے خیالات، لکھنے والوں کے اپنے ہیں اور پالیسی انسٹیٹیوٹ برائے پائیدار ترقی (ایس ڈی پی آئی) کا بحیثیت ادارہ ان سے اتفاق ضروری نہیں۔

SDPI
Sustainable Development Policy Institute

نگران : احمد سلیم

مدیر : ڈاکٹر حمیرا اشفاق

پالیسی انسٹیٹیوٹ برائے پائیدار ترقی (ایس ڈی پی آئی) کا خبرنامہ دھرتی ہر تین ماہ بعد شائع ہوتا ہے۔

پائیدار ترقی: راستے اور منزلیں

17ویں سالانہ کانفرنس برائے پائیدار ترقی

پالیسی ادارہ برائے پائیدار ترقی (ایس ڈی پی آئی) کے زیرِ اہتمام سہ روزہ 17 ویں بین الاقوامی کانفرنس کا انعقاد اسلام آباد کے مقامی ہوٹل میں منگل کے روز 9 دسمبر 2014ء سے ہوا جس کا موضوع ''پائیدار ترقی کے راستے'' تھا۔

بین الاقوامی کانفرنس میں مختلف ممالک سے تعلق رکھنے والے ماہرین و مندوبین نے اپنے شعبہ جات کے تناظر میں خطے کو درپیش مشکلات اور ان کے حل کے حوالے سے تحقیق کی بنیاد پر نقطۂ نظر پیش کیا۔

''پائیدار ترقی کے راستے'' کے موضوع پر ہونے والی سہ روزہ بین الاقوامی کانفرنس میں اقوام متحدہ کے اعلیٰ سطحی نمائندگان، عالمی سماجی، بین الاقوامی تحقیقی اداروں، اعلیٰ سرکاری عہدیداران سمیت اراکین پارلیمنٹ اور وزراء نے بھی شرکت کی۔

پالیسی ادارہ برائے پائیدار ترقی (ایس ڈی پی آئی) کے زیرِ اہتمام سہ روزہ کانفرنس میں کئی اہم سوالات اٹھائے گئے کہ ''پائیدار ترقی کے راستے'' پر سماجی، نجی، غیر سرکاری اور بالخصوص حکومتوں میں کیسے مطابقت پیدا کی جائے، نئی حکومتیں پائیدار ترقی کے ذریعے کیسے مثبت تبدیلی لاسکتی ہیں۔ جنوبی ایشیائی خطے میں ابھرتی ہوئی قیادت خطے میں اعتماد اور بھروسے کی فضاء کیسے قائم کر سکے گی؟ کیا خطے میں درپیش پیچیدہ مشکلات کو حل کیا جا سکتا ہے کہ جن پر ماضی کی حکومتیں ناکام ہوئیں؟ پائیدار ترقی کے راستے پر کون سے بیرونی عوامل رکاوٹ ڈالتے یا اثر انداز ہوتے ہیں۔

فہرست

پائیدار ترقی: راستے اور منزلیں 1 - 9

پاکستان میں مذہبی آزادیاں: پالیسی سفارشات 10

شعیب سلطان خان: زندگی اور کارنامے 14

قومی تعمیر و ترقی میں مذہبی اقلیتوں کا کردار 15

گھریلو کاشتکاری کی اہمیت 16

پاک ۔ ہند تجارت: امکانات اور مسائل 17

مذہبی رواداری میں نوجوانوں کا کردار 19

اکتوبر۔دسمبر 2014ء

جلد 15 ، شمارہ 04

اشاعت : علی عامر

خطاطی و آرائش: شاہد رسول

تزئین طبع : ورڈمیٹ

38 ایمبیسی روڈ، جی۔6/3،

پوسٹ بکس نمبر 2342، اسلام آباد، پاکستان

فون: 051-2278134/2270674

فیکس: 051-2278135

ای میل: main@sdpi.org

ویب سائٹ: http://www.sdpi.org/

خطے بھر میں توانائی کے وسائل میں اشتراک، پائیدار اقتصادی ترقی، ماحولیات اور تحفظ خوراک کے لئے کون سے عوامل قیادت کی راہ میں رکاوٹ کا باعث ہیں۔ طرز حکمرانی، پائیدار امن، شرح نمو اور ترقی میں بہتری، دہشت گردی، عدم تحفظ، انسانی حقوق، فوری انصاف، جوہری ہتھیاروں کے خطرات، قدرتی آفات، ماحولیاتی تغیرات کے منفی اثرات، خطے میں ابھرتی ہوئی قیادت کو صنفی امتیاز، پسماندہ عوام کے حقوق، انسانی تحفظ، سلامتی اور ترقی کے سفر میں درپیش مشکلات کے خاتمے اور خطے کی ترقی کے لئے مشترکہ اقدامات کیا ہونے چاہئیں؟ جیسے سوالات اور موضوعات پر شواہد کی بنیاد پر تحقیق کی روشنی میں مختلف نقطہ ہائے نظر پیش کئے گئے۔

سلمان دانش

''حکومت ملک میں پائیدار ترقی پر خصوصی توجہ دے رہی ہے۔''
صدر ممنون حسین

افتتاحی اجلاس

حکومت فی کس آمدن بڑھانے، امن و استحکام اور سماجی انصاف کی فراہمی کے ایجنڈے پر کام کر رہی ہے: صدر ممنون حسین

غریب نواز پالیسیوں کو اپنا کر علم اور عمل میں تضاد دور کرنے کی ضرورت ہے: وفاقی وزیر منصوبہ بندی احسن اقبال

حکومت چاہے کیسے ہی منتخب ہوُ سے عوام اور ترقی کے لئے کام کرنا چاہئے

:ڈاکٹر عابد سلہری کا ایس ڈی پی آئی کے زیر اہتمام کانفرنس سے خطاب

صدر ممنون حسین نے کہا کہ حکومت ملک میں پائیدار ترقی پر خصوصی توجہ دے رہی ہے جس کا مقصد نہ صرف فی کس آمدن میں اضافہ بلکہ امن و استحکام لانے کے ساتھ ساتھ عوام کی بہتری کے لیے سماجی انصاف کی راہ بھی ہموار کرنا ہے۔ کانفرنس کے افتتاحی اجلاس میں صدر کا کہنا تھا کہ پاکستان نے ویژن 2025 کے ذریعہ پائیدار ترقی کے اہداف حاصل کرنے کا لائحہ عمل تیار کرنے کے لیے موثر اقدامات کیے ہیں اس ویژن کا بنیادی مقصد اپنے عوام کے لیے توانائی، پانی اور تحفظ خوراک کے اہداف کو حاصل کرنا ہے جو کہ عوام کی بہتری کے لیے اہم حیثیت رکھتے ہیں، ایس ڈی پی آئی کی یہ کانفرنس سارک سربراہ کانفرنس کے تقریبا دو ہفتہ بعد ہو رہی ہے جس میں علاقے کے ممالک کے درمیان جنوبی ایشیا کے عوام میں

امن اور خوشحالی کے لیے قریبی تعاون اور موثر اقتصادی رابطوں کو فروغ دینے پر زور دیا گیا ہے صدر ممنون حسین نے کہا کہ سارک سربراہان نے خطہ کی پائیدار ترقی کے لیے علاقائی تعاون کے تمام پہلوؤں کا جائزہ لیا تاکہ خطہ کے کروڑوں عوام کو غربت، احساس محرومی اور پسماندگی سے نکالا جا سکے، کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے وفاقی وزیر منصوبہ بندی احسن اقبال نے غریب نواز پالیسیوں کو اپنا کر علم اور عمل میں تضاد کو دور کرنے کی ضرورت پر زور دیا۔ ان کا کہنا تھا کہ تیزی سے تبدیل ہوتی صورتحال سے نبرد آزما ہونے کے لیے قریبی تعاون کا ہونا ضروری ہے۔

'' ایسی ٹیکنالوجی اپنائی جانی چاہئے جس سے ماحول پر زیادہ برے اثرات نہ پڑیں۔''
شمشاد اختر

اقوام متحدہ کے انڈر سیکرٹری جنرل اور ایگزیکٹو ڈائریکٹر اکنامکس اور سوشل کمیشن برائے ایشیا ڈاکٹر شمشاد اختر نے کہا کہ صفائی پر خرچ کیا گیا ایک ڈالر صحت پر خرچ ہونے والے پانچ ڈالر بچا سکتا ہے۔ ماحولیاتی تغیرات کا ذکر کرتے ہوئے ان کا کہنا تھا کہ درجہ حرارت میں ایک ڈگری اضافہ سے سمندر کی سطح میں اٹھانوے سینٹی میٹر اضافہ ہو جاتا ہے اور اس تناظر میں بنگلہ دیش خطہ میں ایک خطرناک صورتحال کا شکار ہو سکتا ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ ایسی ٹیکنالوجی اپنائی جانی چاہئے جس سے ماحول پر زیادہ برے اثرات نہ پڑیں۔

کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے ایس ڈی پی آئی کے ایگزیکٹو ڈائریکٹر ڈاکٹر عابد قیوم سلہری نے کہا کہ خطہ میں کچھ سالوں سے سیاسی تبدیلیاں آ رہی ہیں اور کثیر پارٹی جمہوریاؤں سے ایسی نئی حکومتیں منتخب ہو رہی ہیں جن کے انتخاب پر شکوک شبہات پیدا ہو رہے ہیں۔ تاہم ایک چیز واضح ہے کہ مخالفین کے دھاندلی اور دیگر الزامات کے باوجود اگر کوئی حکومت منتخب ہو جاتی ہے تو اسے یقیناً اپنے عوام اور ان کی ترقی سے متعلق سوچنا چاہیے۔ ایس ڈی پی آئی بورڈ آف گورنرز کے چیئرپرسن اور سابق سفیر شفقت کاکاخیل نے پائیدار ترقی سے متعلق اقوام متحدہ کے لائحہ عمل میں دیئے گئے چھ نکات غربت کا خاتمہ، صحت، خوشحالی، انصاف، شراکت داری کی تفصیلی وضاحت کی۔

مہمانِ خصوصی عزت مآب جناب مامون حسین، صدر پاکستان کا خطاب (اقتباسات)

ایس ڈی پی آئی کے زیرِ اہتمام 17ویں سالانہ پائیدار ترقی کانفرنس کے جامع اجلاس کا افتتاح کرتے ہوئے آپ کے درمیان موجود ہونا میرے لئے انتہائی مسرت کا مقام ہے۔ دنیا بھر سے پائیدار ترقی کے فکری رہنماؤں کی رفاقت میرے لئے اعزاز و اکرام کی بات ہے۔ میں ایس ڈی پی آئی کو مسلسل سترہ پائیدار ترقی کانفرنسوں کے انعقاد پر مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ اگر پاکستان اور خطے کو ترقی کی اس شاہراہ پر آگے بڑھانا ہے تو یہ تسلسل قابلِ تعریف بھی ہے اور وقت کی اہم ضرورت بھی۔

مجھے اجازت دیجئے کہ میں ترقیاتی مقاصد کے حصول میں سول سوسائٹی کی کامیابیوں سے اپنی بات کا آغاز کروں۔ اگرچہ سرکاری شعبہ جامع پائیدار ترقی کی پالیسیاں تشکیل دینے میں اپنی کاوشیں جاری رکھے گا۔ اس بات کو سامنے لانا ضروری ہے کہ ہماری سول سوسائٹی کی تنظیمیں، معاشرے کے تقاضوں، خصوصاً سماجی تحفظ، تحفظِ خوراک، صحت، تعلیم اور آبادی کی فلاح و بہبود کے کاموں میں زیادہ فعال ہیں۔ حال ہی میں، میں نے تباہی کے خطرات کو کم کرنے، صنفی تناظر کی ترقی اور علاقائی اقتصادی یکجہتی کے میدانوں میں سرکاری شعبہ اور سول سوسائٹی کی تنظیموں کے درمیان کامیاب اشتراکِ عمل کا مشاہدہ کیا ہے۔ دوسرے ترقیاتی شعبوں میں بھی نیز قدرتی آفات اور تنازعات سے ہونے والی تباہی سے متاثرہ علاقوں کے لئے ایسے اشتراک کو مزید بامعنی بنانے کی ضرورت ہے۔ تاہم اس سارے عمل میں ترقی کی ایک خارجی جہت بھی ہے، جو ہمیں مجبور کرتی ہے کہ ہم اپنے پڑوس میں علاقائی امن، سلامتی اور ہم آہنگی کے لئے بھی کام کریں۔ ایس ڈی پی آئی کا وضع کردہ تصور بجا طور پر اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ پائیدار ترقی کے حوالے سے خارجہ پالیسی، تجارتی لائحہ عمل اور مقامی حکمرانی کی پالیسیوں کو جنوبی ایشیاء میں ابھرتی ہوئی قیادت کے تناظر میں دیکھنے کی ضرورت ہے۔ چین، پاکستان، ایران، بنگلہ دیش، بھارت اور افغانستان کی سیاسی قیادت میں تبدیلیاں پورے خطے میں پائیدار ترقی کی شاہراہ کو متشکل کرنے میں اہمیت کی حامل ہوں گی۔ یہ قیادت کون سا انداز اختیار کرے گی اور خطے میں ترقی پر کیسے اثر انداز ہوگی، اس کی پیش گوئی آج کی اس کانفرنس کی باخبر انعقاد سے ہوگی۔ اس بات کا جائزہ لینے کی بھی ضرورت ہے کہ کیسے ترقی یافتہ دنیا ان نئی حکومتوں کے ساتھ تعاون کرے گی اور جواب میں کیسے یہ وسطی اور جنوبی ایشیاء میں ترقی کے عمل کو متشکل کرے گی۔

’’سول سوسائٹی کی تنظیمیں، معاشرے کے تقاضوں، خصوصاً سماجی تحفظ، تحفظِ خوراک، صحت، تعلیم اور آبادی کی فلاح و بہبود کے کاموں میں زیادہ فعال ہیں۔‘‘

ان اہداف کو، جن میں سے بعض اب حد سے بڑھی ہوئی خواہش کا نتیجہ محسوس ہوتے ہیں۔ حاصل کرنے کے لئے ہم اس عزم کے

ساتھ کتنے مخلص ہیں جو ہم نے عالمی برادری اور خود اپنے عوام سے کیا تھا۔ مزید براں، ہم نے ہزاری ترقیاتی اہداف کے تجربے سے کیا سیکھا ہے تا کہ جب ہم 2015ء کے بعد پائیدار ترقی اہداف کے فریم ورک کی طرف بڑھیں تو اصلاح کی جا سکے۔ یہ اہم سوالات ہیں اور مجھے امید ہے کہ یہ فورم ان کا بخوبی احاطہ کرے گا اور قابل عمل تجاویز اور لائحہ عمل کے ساتھ آگے آئے گا۔ یہ تجاویز اور لائحہ عمل ہزاری ترقیاتی اہداف کے حوالے پاکستان کی پارلیمانی ٹاسک فورس، منصوبہ بندی کمیشن کے ویژن 2025ء کے عمل درآمد کے فریم ورک اور صوبائی ترقیاتی منصوبوں کے لئے کارآمد ثابت ہوگا۔

اٹھارہویں ترمیم کے بعد ہمیں یہ بھی دیکھنا ہوگا کہ ہم صوبوں کو منتقل ہونے والے اداروں کو مضبوط بنانے اور نچلی سطح پر موجود خطرات کو کم کرنے کے لیے کس انداز میں کام کر سکتے ہیں۔ اسے عملی جامع پہنانے کے لیے ہمیں سمجھنا ہوگا کہ قیادت کی ایک نئی کھیپ پیدا کرنا ضروری ہے جو نچلی سطح پر ترقیاتی منصوبہ بندی کر سکے اور صوبوں کو سماجی ترقی کے منتقل کیے گئے فریم ورک پر عمل کر سکے اور نگرانی کا ایک ایسا نظام یقینی بنا سکے جس سے سرکاری شعبہ اور ہمارے ترقیاتی شراکت داروں کو یہ نظر آئے کہ انسانی وسائل کی ترقی اور قدرتی آفات، تنازعات کے حل اور موسمی تغیر میں ان کی سرمایہ کاری فائدہ مند ثابت ہو رہی ہے

> ” پائیدار ترقی کے لیے قیادت کا خواب پاکستان اور سارے خطہ میں مستحکم جمہوریت سے منسلک ہے۔“

پائیدار ترقی کے لیے قیادت کا خواب پاکستان اور سارے خطہ میں مستحکم جمہوریت سے منسلک ہے۔ ہمارے معاشرے میں صرف جمہوریت مضبوط ہو جائے تو ہم ایک ایسے جامع معاشرے میں ڈھل سکتے ہیں جو تمام عالمی اور مقامی تقاضے پورے کر سکے۔

مجھے یقین ہے کہ ایس ڈی پی آئی نے اس سال کا موضوع "پائیدار ترقی کا راستہ" ایک ایسے مناسب وقت میں منتخب کیا ہے جب پاکستان کے ساتھ ساتھ علاقائی ممالک ایک ایسا حل ڈھونڈ رہے ہیں جو ان کی اقتصادی ترقی کو فروغ دے سکے، مقامی وسائل بڑھا سکے اور توانائی اور پانی جیسے اہم شعبوں میں حکومتی اصلاحات کو آگے بڑھا سکے۔

میں یہاں یہ کہنا اور تسلیم کرنا چاہوں گا کہ ایس ڈی پی آئی کی طرف سے پالیسی فراہم کرنے اور راہنمائی سے اہم اقتصادی امور پر اتفاق رائے پیدا کرنے میں مدد ملی ہے۔ میں یہ کہتے ہوئے خوشی محسوس کر رہا ہوں کہ ایس ڈی پی آئی کی پائیدار اقتصادی ترقی کے لیے اصلاحات پر مباحثے کے دوران سول سوسائٹی کی طرف سے پیش کردہ سفارشات کا حکومت کی اعلیٰ ترین سطح پر جائزہ لیا گیا۔ پاکستان کی معاشی پیداوار کو مجموعی ملکی پیداوار کے چھ فیصد تک لانے کے لیے توانائی کے شعبہ میں اصلاحات لانا انتہائی اہمیت رکھتا ہے۔ یہ ضروری ہے کہ ہم توانائی کے شعبہ کی ہنگامی بنیادوں پر تنظیم نو کرتے ہوئے آگے بڑھیں۔ بجلی اور گیس کے شعبوں میں دی گی رعایت مناسب سطح پر لائی جائے، بجلی کے نرخ کے ڈھانچے کی تنظیم نو کی جائے اور پاکستان میں بجلی اور گیس بل نادھندگان کے خلاف ترجیحی بنیادوں پر کارروائی کی جانی چاہیے۔ ہمیں یقین ہے کہ ان اقدامات سے مستقبل میں گھریلو سطح پر اور غریب ترین طبقے کو فائدہ ملے گا۔

ٹیکس اصلاحات کے حوالہ سے ایس ڈی پی آئی کی تحقیق کی روشنی میں ہمیں ریونیو حکام کی جانب سے دی گئی چھوٹ اور ترجیحات پر تفصیلی غور اور بحث کرنی چاہیے۔ ایس آر اوز (وقتی فائدہ دینے والے حکمنامہ) کے نظام کا از سر نو جائزہ لیا جانا چاہیے اور ایسے ایس آر اوز کو ختم کر دیا جانا چاہیے جس سے ملکی خزانہ کو نقصان پہنچ رہا ہو۔

میں اپنی تقریر ختم کرنے سے پہلے چاہوں گا کہ ایس ڈی پی آئی کو ایک اور مباحثہ کامیابی سے شروع کرنے اور پاکستان، جنوبی ایشیا اور اس سے آگے ترقیاتی عمل کو تیز کرنے کی خواہش رکھنے والے فریقوں کو ایک جگہ اکھٹے کرنے پر مبارک باد پیش کروں۔ میں ایس ڈی پی آئی کے ایگزیکٹیو ڈائریکٹر ڈاکٹر عابد سلہری اور ان کی ٹیم کو ایک مناسب وقت اور مناسب ماہرین کی ٹیم کے ساتھ یہ کانفرنس منعقد کرنے پر مبارک باد دیتا ہوں۔

دوسرے روز کی سرگرمیاں

وزیراعظم کے معاون خصوصی وترجمان ڈاکٹر مصدق ملک نے کہا ہے کہ پاکستان توانائی کے بحران کا شکار ہے اس کے ساتھ ساتھ توانائی کے شعبہ میں خودکفیل ہونے کے لیے اندرونی اور بیرونی چیلنجوں کا بھی سامنا ہے۔ پالیسی ادارہ برائے پائیدار ترقی کے زیراہتمام پائیدار ترقی کے راستے کے موضوع پر سہ روزہ بین الاقوامی کانفرنس کے دوسرے روز "سب کے لیے پائیدار توانائی" کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے ڈاکٹر مصدق ملک نے کہا کہ توانائی کے حوالہ سے پاکستان کی صورتحال بھارت سے مختلف نہیں ہمیں یہ فرض کرنا چاہیے کہ ہم کون ہیں۔ پاکستان عراق ہے نہ سعودی عرب اور نہ ہی قطر۔ پاکستان ایک ایسا ملک ہے جہاں ایسے منصوبوں میں آنکھیں بند کر کے سرمایہ کاری کی جاتی ہے جن سے عوام کو کچھ نہیں ملتا۔گیس ہی کی مثال لے لیں ہم نے اس قدرتی وسیلے کو جس بے دردی سے استعمال کیا آج اس کا خمیازہ بھگت رہے ہیں۔ ملک میں گیس کی قلت ہے اور لوڈ مینجمنٹ کے ساتھ ساتھ ایل پی جی کا سہارا لیا جا رہا ہے۔فورم میں پالیسی ماہرین محمد نوید اختر اور فاطمہ نجیب نے اپنے مقالے پیش کرتے ہوئے کہا کہ جنوبی ایشیا میں بجلی کی کمی ایک خطرناک صورتحال کی نشاندہی کر رہی ہے۔ خطہ کی چھبیس فیصد آبادی کے پاس بجلی نہیں جبکہ باسٹھ فیصد آبادی کے پاس گھریلو مقاصد کے لیے ایندھن نہیں۔بجلی کی کمی کی ایک بڑی وجہ صرف ایک وسیلے پر انحصار کرنا ہے۔ ورلڈ ونڈ انرجی ایسوسی ایشن جرمنی کے صہیب ملک نے ونڈ انرجی کی افادیت کے حوالہ سے کہا کہ بھارت اس سے فائدہ اٹھانے والے ممالک میں سرفہرست ہے۔ کانفرنس کے ڈیٹا ریولوشن سے متعلق فورم میں تقریر کرتے ہوئے یو این ڈی پی کے پاکستان میں کنٹری ڈائریکٹر مارک اندرے فرانچے نے شرکاء کو پالیسی سازی میں اعداد و شمار کو استعمال میں لانے سے متعلق بریف کیا جبکہ الف اعلان اعداد و شمار اور شواہد سے متعلق مہم کی مینجر ثمن ناز کا کہنا تھا کہ اسکول جانے والے بچوں کے درست اعداد و شمار نہ ہونے کے باعث اسکول چھوڑنے والے بچوں سے متعلق اعداد و شمار متنازع تصور کیے جاتے ہیں۔ تحفظ خوراک کے حوالہ سے مباحثہ میں اقوام متحدہ کے ڈپٹی کنٹری نمائندہ فرانسسکو گیمارو کا کہنا تھا کہ تحفظ خوراک کے حوالہ سے بہت زیادہ چیلنجز کا سامنا ہے اور ہمیں اس مقصد کے لیے مزید پہلوؤں کو مدنظر رکھنا ہوگا۔ جنوبی ایشیا میں بدلتی صورتحال کے تناظر میں پائیدار ترقی کے لیے ترقیاتی شراکت داری کے حوالہ سے گول میز مباحثہ میں حصہ لیتے ہوئے پالیسی ادارہ برائے پائیدار ترقی کے

”تحفظ خوراک کے حوالہ سے بہت زیادہ چیلنجز کا سامنا ہے“۔

خواتین اپنے ہی علاقے میں بے گھر ہو چکی ہیں۔

ایگزیکٹیو ڈائریکٹر ڈاکٹر عابد سلہری نے رسد اور طلب میں موجود فرق دور کرنے کے لیے شراکت داری کو فروغ دینے کی ضرورت پر زور دیا۔ کانفرنس میں خواتین کے کردار کے حوالہ سے مباحثے میں حصہ لیتے ہوئے اے این پی کی سابق رکن قومی اسمبلی شگفتہ ملک کا کہنا تھا کہ خطہ میں دہشت گردی کے باعث خیبر پختونخوا میں خواتین کو مشکلات کا سامنا ہے اور یہ افسوسناک امر ہے کہ خواتین اپنا گھر، خاندان چھوڑنے پر مجبور ہیں اور اپنی جانیں بھی قربان کر رہی ہیں اور وہ اپنے ہی علاقہ میں بے گھر ہو چکی ہیں۔ خیبر پختونخوا کے سابق وزیر اعلی اور سابق چیئرمین واپڈا ڈاکٹر شمس الملک کا کہنا تھا کہ پاکستان کو پانی کے انتظام میں افغانستان کی مدد کرنی چاہیے اور یہ مسئلہ امن کے قیام سے حل ہو سکتا ہے۔ افغانستان سے تعلق رکھنے والے ماہر ڈاکٹر اباسین نسیمی نے خطہ میں افغانستان کے کردار کو اجاگر کیا اور بین الاقوامی برادری سے اپیل کی کہ وہ افغانستان کے پانی سے متعلق مسائل کے حل میں تعاون کرے۔

تیسرے روز کی سرگرمیاں

وفاقی وزیر تجارت وصنعت خرم دستگیر خان نے کہا ہے کہ مشکلات کے باوجود جمہوری جنوبی ایشیا توانائی کی تجارت اور ترقی وخوشحالی کے ایک نئے دور میں داخل ہورہا ہے، وہ پالیسی ادارہ برائے پائیدار ترقی کے زیر اہتمام 17 ویں ترقیاتی کانفرنس کے تیسرے روز کے اختتامی اجلاس سے خطاب کررہے تھے کانفرنس میں اقتصادی، ماحولیاتی، تحقیق، ترقیاتی امور، تعلیمی مسائل سے متعلق ماہرین، پالیسی سازوں، سیاسی کارکنوں، میڈیا اور مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والی ملکی و بین الاقوامی شخصیات کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔ وفاقی وزیر خرم دستگیر کا کہنا تھا کہ توانائی اور تجارت کے علاقائی معاہدوں اور پاکستان، افغانستان، کرغزستان کے درمیان بجلی کی فراہمی کے معاہدے سے خطہ بھر میں ترقی کا دور شروع ہوگا ان کا کہنا تھا کہ ہم بھارت کے ساتھ تجارت کو معمول پر لے آئے ہیں۔ واہگہ، طورخم اور چمن کی سرحد پر سہولتوں اور نقل وحمل کا نظام بہتر بنایا گیا ہے جبکہ حکومت بھارت کے ساتھ تعلقات کو مزید بہتر بنارہی ہے جس سے پاکستان خطہ کے ساتھ روابط مضبوط بنانے میں کامیاب ہوجائے گا۔ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے سابق وزیر خزانہ ڈاکٹر حفیظ پاشا نے کہا کہ موجودہ حالات میں پاکستان کے پاس سوائے پیداوار بڑھانے اور پائیدار ترقی کے راستہ پر چلنے کے دوسرا کوئی راستہ نہیں، پچھلے کچھ سالوں میں تحفظ خوراک اور آٹے کی قیمتوں میں پچاس فیصد تک اضافہ سے مسائل پیدا ہوئے ہیں جن پر حکومت کو فوری توجہ دینا چاہیے، بے روزگاری ملک کی آبادی کی بارہ فیصد شرح کو چھورہی ہے جبکہ ہر سال تیس لاکھ افراد خط غربت میں داخل ہورہے ہیں۔ آمدن کی فہرست میں آخری بیس فیصد سے تعلق رکھنے والے افراد کی آمدن میں صرف چھ فیصد اضافہ ہوا ہے یہی صورتحال زمینوں کی ملکیت کے حوالہ سے ہے جن افراد کے پاس ایک فیصد زمین تھی وہ اب ملک کی بیس فیصد زمین کے مالک ہیں۔ بینکوں کی صورتحال بھی ایسی ہے۔ چھیاسی فیصد قرضے ان افراد کو مل رہے ہیں جن کا تناسب ایک فیصد ہے جبکہ ٹیکس نیٹ ورک میں سات لاکھ افراد ٹیکس دے رہے ہیں حکومت کی ٹیکسوں کی مد میں مجموعی آمدن صرف نوسو ارب روپے ہے۔ ڈاکٹر حفیظ پاشا کا کہنا تھا کہ یہ کسی المیہ سے کم نہیں کہ اس سال سالانہ ترقیاتی پروگرام کے بجٹ میں پانی اور توانائی کے شعبہ کے لیے صرف تیس فیصد رقم رکھی گئی جبکہ شاہراہوں کی تعمیر کے لیے یہ شرح دوگنا ہے۔ عالمی سطح پر گندم، چینی اور بجلی کی قیمتوں میں کمی کے باوجود پاکستان میں ان میں اضافہ کا رجحان ہے۔ ڈھاکہ یونیورسٹی کے پروفیسر ڈاکٹر راشد لحمد نے کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ خطہ میں عدم تعاون

”موجودہ حالات میں پاکستان کے پاس سوائے پیداوار بڑھانے اور پائیدار ترقی کے راستہ پر چلنے کے دوسرا کوئی راستہ نہیں“۔
ڈاکٹر حفیظ پاشا

اورمل کرکام نہ کرنے سے کسی بھی ملک کوفائدہ نہیں ہوگا۔اب وقت ہے کہ علاقائی تعاون کوفروغ دیا جائے۔پالیسی ادارہ برائے پائیدارترقی کے ایگزیکٹیوڈائریکٹرڈاکٹر عابد قیوم سلہری نے کہا کہ غیر جانبدار تحقیق کاروں اور ماہرین کوقومی ،علاقائی اور عالمی سطح پر حکمرانی کیے لیے شواہد پر مبنی سفارشات پیش کرنا چاہئیں۔مقامی حکومت سے متعلق اصلاحات سے سماجی احتساب کا نظام وضع کرنے میں مدد ملے گی جس سے عوامی خدمت کا

معیار بہتر ہوگا۔سابق وفاقی وزیر تعلیم وتربیت ڈاکٹر ثانیہ نشتر نے میلینیم ترقیاتی اہداف کے حوالہ سے کہا کہ یہ امداد کے نظام کوفروغ دینے کے لیے بنائے گئے تھے جبکہ پائیدارترقیاتی اہداف امداد کے نظام کے لیےنہیں بلکہ ممالک کے لیے ہیں اوران ممالک کوان اہداف کے حصول کے لیے حکمت عملی کے ساتھ آگے بڑھنا چاہیے۔بھارت کی نیشنل اکیڈمی آف ایڈمنسٹریشن کے ڈاکٹر امرنیاک نے پائیدارترقی کی طرف بڑھنے کے راستوں کے حوالہ سے اپنا مقالہ پیش کیا۔

کانفرنس کے اختتام پرایس ڈی پی آئی کے عملہ کی گروپ تصویر

پراجیکٹ

پاکستان میں مذہبی آزادیاں: پالیسی سفارشات

پالیسی ادارہ برائے پائیدار ترقی نے پاکستان میں مذہبی آزادیوں کے موضوع پر اپنا تحقیقی مراجیکٹ کامیابی سے مکمل کرلیا۔31دسمبر کو تحقیقی رپورٹ کی افتتاحی تقریب منعقد ہوئی جس میں پراجیکٹ کی تفصیلات بیان کی گئیں۔ پراجیکٹ ٹیم کوایس ڈی پی آئی کے ایگزیکٹوڈائریکٹر کی مکمل تائیدوحمایت حاصل تھی جبکہ ٹیم کے ارکان میں موی سلیم، ڈاکٹرحمیرااشفاق اوراحمدسلیم شامل تھے۔

minority rights group international

"تمام مذہبی اقلیتوں کے خلاف تشدد کو روکنے کیلئے فوری اقدامات کیئے جائیں۔"

اس موقع پر پراجیکٹ کی پالیسی سفارشات بھی پیش کی گئیں، جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

حکومت پاکستان کے لئے

سیکورٹی

1۔ **تمام مذہبی اقلیتوں کے خلاف تشدد کو روکنے کے لئے فوری اقدامات کیے جائیں:** مختلف سماجی گروہوں کے نمائندوں سے مشاورت اورقانون نافذ کرنے والے اداروں کوشریک کر کے اقلیتوں کو موثر تحفظ فراہم کیا جائے، خاص طور پر ان علاقوں میں جہاں جنگجوؤں کے حملوں کا خطرہ ہے۔

2۔ **انسانی حقوق کا تحفظ کرنے والوں کوتحفظ دیا جائے:** اس بات کو یقینی بنانے کے لئے اقدامات متعارف کرائے جائیں جن سے انسانی حقوق کا تحفظ کرنے والوں، خاص طور پر عورتوں، جو مذہبی اقلیتوں کے حقوق اور انسانی حقوق کے تحفظ اور فروغ کے لئے فعال کردار ادا کررہی ہیں، کوتحفظ ملے تا کہ وہ اپنا کام جاری رکھ سکیں۔

3۔ **انتہاپسندانہ تشدد کا نشانہ بننے والوں کے لئے انصاف یقینی بنایا جائے:** اقلیتوں اور حقوق کے لئے کام کرنے والوں کو نشانہ بنانے کے لئے کیے گئے حملوں کی، اقلیتوں اور سول سوسائٹی کے نمائندوں کے ساتھ مل کر، شفاف طریقے سے غیر جانبدارانہ تحقیقات کرائی جائے تا کہ ضوابط اور بہترین طریق کار کو اپنایا جاسکے۔

4۔ **عبادت گاہوں تک آسان رسائی اوران کو مناسب سیکورٹی فراہم کی جائے:** اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ متعلقہ ریاستی ادارے تمام گروہوں کے مذہبی مقامات کی حفاظت کریں اورانہیں بحفاظت آزادانہ اپنے مذہب پر عمل کرنے کا موقعہ دیں۔اس کے علاوہ حکام کو چاہیئے کہ وہ مذہبی مقامات کی تعمیراور دیکھ بھال سے متعلق آئین کی امتیازی شقوں کوختم کریں۔

5۔ **یقینی بنائیں کہ قانون نافذ کرنے والے ادارے اقلیتوں سے زیادتی کو نظرانداز نہ کریں اور نہ اس کا حصہ بنیں:** پولیس کی مانیٹرنگ شروع کریں اورایسی اصلاحات کو یقینی بنائیں جن سے افسران امتیازی سلوک کے واقعات کے بارے میں موثر اقدام کریں۔ قانون نافذ کرنے والے اداروں کے ارکان کو اقلیتوں اوراصناف حقوق کے بارے میں احساس اجاگر کرنے کے لئے تربیت دی جانی چاہیے تا کہ وہ جبری تبدیلی مذہب اور زیادتیوں کے واقعات سے بہتر طور پر نمٹ سکیں۔

”اقلیتوں کو سیاست میں مکمل طور پر حصہ دیا جائے۔“

قانون سازی

6۔ **قوانین جواقلیتوں کے مفادات کو مجروح کرتے ہیں ان کی اصلاح کی جائے:** فوری طور پر امتیازی قوانین، مثلاً تعزیرات پاکستان کے آرٹیکل 298-B اور 298-C میں، جواقلیتوں کو اپنے مذہب پر آزادانہ عمل کرنے سے روکتے ہیں، میں اصلاحات لائی جائیں۔توہین مذہب سے متعلق آرٹیکل 295-B اور 295-C میں شہادت کی شرائط کو بہتر کرکے، سزائے موت کو ختم کرکے، غلط الزام لگانے والوں کو قید کی سزائیں دے کر، الزام کا شکار ہونے والے کے لئے تلافی فراہم کرکے اور مبہم اصطلاحات کو دور کرکے، فوری طور پر اصلاح کی جائے تا کہ ان کا غلط استعمال روکا جاسکے۔

7۔ **نفرت انگیز تحریر وتقریر کو روکنے کے لئے موجودہ قوانین کو استعمال میں لایا جائے اور نئے اقدامات کیے جائیں:** نفرت انگیز تحریر وتقریر کیا ہے اس بارے میں میڈیا کو واضح تشریح فراہم کی جائے اوراس سے متعلق قانون، یعنی تعزیرات پاکستان کے آرٹیکل A-153، پر عملدرآمد کیا جائے جس کے تحت نفرت انگیزی جرم ہے۔آن لائن نفرت انگیز مواد کی روک تھام کے لئے پیمرا سے مل کر کام کیا جائے۔

8۔ **اقلیتی گروہوں کی شادیوں کو دستاویزی شکل دینے کا قانونی طریقہ کار وضع کیا جائے:** اقلیتی گروہوں، جن میں ہندو، سکھ، اور بہائی شامل ہیں، کی شادیوں کو دستاویزی شکل دینے کی قانون سازی کی جائے اور مسیحیوں کی شادیوں کی رجسٹریشن کا عمل تیز کیا جائے۔

9۔ **زبردستی تبدیلی مذہب اور جبری شادیوں کے مسئلے پر توجہ دی جائے:** زبردستی تبدیلی مذہب اور جبری شادیوں کا شکار ہونے والوں کو تحفظ دیا جائے، اور واقعات کی درست تفتیش اور قانونی اقدامات کے ذریعے جرم کرنے والوں کو قانون کی گرفت میں لایا جائے۔حکومت کو ان سماجی نابرابریوں کی طرف بھی توجہ دینی چاہئے جن کی وجہ سے یہ واقعات کسی سزا کے خوف کے بغیر ہو رہے ہیں۔

10۔ **پاکستان جن بین الاقوامی معاہدوں پر دستخط کر چکا ہے ان کی پابندی کو یقینی بنائے:** پاکستان اپنے تمام ملکی قوانین کو ان بین الاقوامی معاہدوں کے مطابق بنائے، جو مذہبی عقائد کی آزادی سے متعلق ہیں اور جن پر اس نے دستخط کر رکھے ہیں۔اس بات کو یقینی بنائے کہ وہ قوانین جو مذہبی عقائد کی آزادی کا تحفظ کرتے ہیں ان کا پوری طرح نفاذ کیا جائے۔

تعلیم اور ملازمت

11۔ **سکولوں اور مدارس میں مذہبی امتیاز کو ختم کیا جائے:** ایسی درسی کتب اور نصاب پر نظر ثانی کی جائے جو اقلیتوں کے خلاف امتیاز کی حمایت کرتے ہیں۔ حکام کو چاہیے کہ اساتذہ کی تربیت کا انتظام کریں تا کہ ان میں اقلیتوں کو درپیش مسائل کی آگہی پیدا ہو، اور ایسا تعلیمی مواد اور سلیبس تیار کیا جائے جو پاکستانی معاشرے کے تنوع کے مطالعے کی حوصلہ افزائی کرے۔

12۔ **بندشی مشقت کا خاتمہ کیا جائے:** بندشی مشقت کو ممنوع قرار دینے والے قانون پر عملدرآمد کرایا جائے اور ان لوگوں کی متبادل روزگار حاصل کرنے میں مدد کی جائے جو اس قسم کے استحصال کا شکار ہیں، خاص طور پر اقلیتوں کی مدد کی جائے جنہیں اس رواج سے نکلنے میں کئی چیلنجوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

13۔ **مذہبی اقلیتوں کے لئے ملازمتوں کے مواقع بڑھائے جائیں:** اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ اقلیتوں کے لئے مختص کوٹے پر عمل کیا جائے اور مذہبی اقلیتوں کے لوگ ملازمتوں کے لئے مساوی طور پر بغیر امتیاز کے درخواست دے سکیں۔ تربیتی اور ہنر کی ترقی کے پروگراموں کے ذریعے اقلیتی آبادی کی صلاحیتوں میں اضافہ کیا جائے اور انہیں باہنر ملازمتوں تک رسائی دی جائے۔

”قوانین جو اقلیتوں کے مفادات کو مجروح کرتے ہیں ان کی اصلاح کی جائے۔“

مکالمہ اور سیاست میں شمولیت

14۔ **اقلیتوں کو سیاست میں مکمل طور پر حصہ دیا جائے:** یقینی بنایا جائے کہ تمام شہریوں کو ووٹ کا برابر حق ملے اور احمدی الگ ووٹر لسٹ میں درج نہ ہوں۔ غیر مسلموں کو حکومت کی ہر سطح پر عہدہ حاصل کرنے کا حق دیا جائے۔ آئین کے آرٹیکل (2)41 اور (3)91 میں عائد کی گئی پابندیاں اٹھائی جائیں، جن کے تحت غیر مسلموں کو ریاست کا سربراہ اور وزیر اعظم بننے کا حق حاصل نہیں ہے ایسے انتخابی قوانین بنائے جائیں جو تمام سیاسی پارٹیوں کی حوصلہ افزائی کریں کہ وہ اقلیتوں کو شامل کریں اور انتخابی امیدواروں میں ایک مقررہ تعداد اقلیتی نمائندوں کی ہو۔

15۔ **قومی اور صوبائی سطح پر اقلیتوں کی نمائندگی میں اضافہ کریں:** اقلیتوں کی موثر نمائندگی اور شمولیت کو بین الاقوامی طریق کار کے مطابق بنائیں۔ ایسے نظام قائم کریں جن میں اقلیتوں، خاص طور پر اقلیتی خواتین، کی فیصلہ سازی اور فیصلوں پر عملدرآمد میں شمولیت ممکن ہو سکے۔ ایسے انتظامی ڈھانچے بنائیں جن میں اقلیتوں کے حقوق سے متعلق قانون سازی کرتے ہوئے اقلیت کے نمائندوں کا خصوصی کردار ہو، مثلاً پیشگی مشاورت اور خصوصی حق رائے دہی۔

16۔ **بین المذاہب مکالمے اور اقلیتوں کی شمولیت کے لئے سول سوسائٹی تنظیموں کے ساتھ مل کر کام کریں:** مختلف مذہبی گروہوں کے درمیان مکالمے اور اعتماد سازی کے لئے این جی اوز اور حقوق کے کارکنوں کے ساتھ مل کر کام کریں۔ مذہبی اقلیتوں کی سیاسی شمولیت کے لئے ورکشاپس منعقد کریں تا کہ ان کے اندر اپنے حقوق کا شعور بڑھے۔

پاکستانی سول سوسائٹی کے لئے

1۔ **امتیازات کے خاتمے کے لئے اقلیتوں کے ساتھ براہ راست کام کریں:** مذہبی اقلیتوں کے ارکان، خاص طور پر عورتوں کی، تربیت، قانونی مشورے، ایڈووکیسی پلیٹ فارمز اور دوسرے طریقوں کے ذریعے عدم مساوات، منفی کردار کشی اور حقوق کی پامالی کے خلاف اقدامات کے لئے مدد کریں۔

2۔ **قانون نافذ کرنے والے اداروں کے لئے تربیت اور آگہی میں اضافے کے پروگرام ترتیب دیں:** پولیس اور عدلیہ کے ارکان میں اقلیتوں کے حقوق اور امتیازی سلوک کے بارے میں احساس اجاگر کریں تاکہ حقوق کی پامالی اور پُر تشدد حملوں میں، خاص طور پر اقلیتی عورتوں کے بارے میں، ان کے اقدامات بہتر ہوں۔ تحقیق کریں اور جبر کا نشانہ بننے والوں کی رپورٹوں کو مانیٹر کریں، ان کا اندراج کریں تاکہ اداروں کی ناکامی کے بارے میں واضح نقشہ سامنے آسکے۔

3۔ **میڈیا کے نمائندوں میں اقلیتوں کے مسائل کی سمجھ کو بہتر بنائیں:** صحافیوں، ایڈیٹروں اور تبصرہ کاروں کو تربیت اور آگہی کے مواقع فراہم کریں تاکہ مذہبی اقلیتوں کی منفی یا گمراہ کن کوریج نہ ہو اور بین المذاہب ہم آہنگی کو فروغ دیا جائے۔

4۔ **مذہبی اقلیتوں کی صورت حال کے بارے میں حکومتی شخصیات اور ارکان پارلیمنٹ میں شعور بڑھائیں:** اقلیتوں کے حامی اراکین پارلیمنٹ کا ایک کاکس تشکیل دیں جو اس بات کو یقینی بنائے کہ پارلیمنٹ کے ارکان اقلیتوں کے مسائل سے آگاہ رہیں اور پاکستان کے حکمرانی اور قانونی نظام میں ان کی اہمیت کو سمجھیں۔

5۔ **تنوع اور باہمی شراکت کے فروغ کے لئے سکولوں اور مدارس سے رابطے میں رہیں:** تعلیمی مواد میں نفرت انگیزی کا جائزہ لیں اور متعصّبانہ اور مخالفت پر مبنی مواد کے خاتمے کے لئے ایڈووکیسی کریں۔ اساتذہ کو تربیت دیں اور غیر نصابی سرگرمیوں مثلاً آرٹ، ڈرامہ وغیرہ کے ذریعے طالب علموں میں اقلیتوں کے منفی تصور کو درست کرنے اور اقلیتوں کی شمولیت کو فروغ دینے کی کوشش کریں۔

6۔ **سول سوسائٹی کی ان تنظیموں کے درمیان اشتراک کو بڑھائیں جو مذہبی اقلیتوں کے حقوق کے لئے کام کرتی ہیں:** ایسی کوششیں متعارف کرائیں جن سے اقلیتوں کے حقوق کے لئے کام کرنے والی، خاص طور پر مذہبی اقلیتوں پر کام کرنے والی، این جی اوز اور کارکنوں کے درمیان فورمز، نیٹ ورکس اور ایڈووکیسی میں باہمی رابطوں کے ذریعے اشتراک بڑھے۔

پولیس اور عدلیہ کے ارکان میں اقلیتوں کے حقوق اور امتیازی سلوک کے بارے میں احساس اجاگر کریں تاکہ حقوق کی پامالی اور پُر تشدد حملوں میں، خاص طور پر اقلیتی عورتوں کے بارے میں، ان کے اقدامات بہتر ہوں۔

شعیب سلطان خان: زندگی اور کارنامے

سلمان دانش

پالیسی دارہ برائے پائیدار ترقی اسلام آباد نے 24 نومبر 2014ء کو اسلام آباد میں شعیب سلطان خان کے ساتھ ایک شام کا اہتمام کیا جس کا مقصد ان کی زندگی پر گفتگو اور کارہائے نمایاں کو خراج تحسین پیش کرنا تھا۔ اس نشست کی صدارت خیبر پختونخوا کے سابق نگران وزیر اعلیٰ شمس الملک نے کی جبکہ ڈاکٹر راشد باجوہ، ڈاکٹر شاہدہ جعفری جمالی، کشور ناہید، محسن شاہ نواز رانجھا، سینیٹر سعید غنی، دانیال عزیز، خاور ممتاز، ڈاکٹر عابد قیوم سلہری، شفقت کاکاخیل اور ڈاکٹر حمیرا اشفاق نے شعیب سلطان خان کی زندگی اور کارناموں پر روشنی ڈالی اور پسماندہ اور غیر ترقی یافتہ عوام میں غربت کے خاتمے اور سماجی بحالی کے لئے ان کی کی جانے والی جدوجہد کو زبردست خراج تحسین پیش کیا۔ بعد ازاں شعیب سلطان خان نے معروف سماجی شخصیت اختر حمید خان پر لیکچر دیا۔

اس موقع پر اظہار خیال کرتے ہوئے ڈاکٹر عابد قیوم سلہری نے کہا کہ بیرونی دنیا میں پاکستان کی منفی تصویر پیش کی جا رہی ہے جو کہ حقائق کے برعکس ہے۔ ہمارے ہاں شعیب سلطان جیسی شخصیات کے سنہرے کارنامے موجود ہیں جن کو عالمی سطح پر روشناس کروا کر ملک کے متعلق مثبت تاثر کو ابھارا جاسکتا ہے۔ اس موقع پر قومی کمیشن برائے خواتین کی سربراہ خاور ممتاز نے کہا کہ سماجی شعبے کو مؤثر انداز میں متحرک کرنے کے لئے ان کی خدمات قابل قدر ہیں۔ شمس الملک نے کہا شعیب سلطان ایک مکمل سماجی راہنما کا درجہ رکھتے ہیں۔ کسی بھی سماجی منصوبہ میں ایسی شخصیت روشن مینار کی حیثیت رکھتی ہے۔ رکن قومی اسمبلی چودھری دانیال عزیز نے کہا کہ شعیب سلطان نے نچلی سطح تک غربت کے خاتمے اور سماجی ساکھ کی بحالی کے لئے ملک کو توانا ادارے دیئے جو کہ بہتر سماجی خدمت کر رہے ہیں۔ بیرونی دنیا اس شعبے میں ان کی خدمات کو تسلیم کرتی ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات محسن شاہنواز رانجھا نے کہا شعیب سلطان کی طرف سے قائم کئے جانے والے سماجی خدمات کے ڈھانچے حکومتوں کے لئے راہنمائی کا مثبت وسیلہ ہیں۔ ڈاکٹر شاہدہ جعفری نے کہا کہ شعیب سلطان جیسی شخصیات کا ہر پہلو مکمل راہنمائی فراہم کرتا ہے۔ معروف دانشور کشور ناہید نے کہا کہ شعیب سلطان کے کارناموں پر نظر ڈالی جائے تو بہت سی سماجی شخصیات کا قد چھوٹا نظر آتا ہے۔ اس موقع پر سینیٹر سعید غنی، شفقت کاکاخیل، ڈاکٹر راشد باجوہ اور ڈاکٹر حمیرا اشفاق نے بھی ان کی شخصیت پر تفصیلی اظہار خیال کیا۔ بعد ازاں پالیسی ادارہ برائے پائیدار ترقی (ایس ڈی پی آئی) کی طرف سے ان کی خدمات پر ایوارڈ دیا گیا۔ آخر میں محترم شعیب سلطان نے اپنی زندگی اور کاموں کے بارے میں تفصیل سے اظہارِ خیال کیا جس میں ہماری رہنمائی کے لئے کئی نکتے موجود تھے۔

"شعیب سلطان نے نچلی سطح تک غربت کے خاتمے اور سماجی ساکھ کی بحالی کے لئے ملک کو توانا ادارے دیئے جو کہ بہتر سماجی خدمت کر رہے ہیں۔"

قومی تعمیر و ترقی میں مذہبی اقلیتوں کا کردار

ذیشان ماجد

برِصغیر کی تقسیم کے لئے 1947ء میں پنجاب اسمبلی میں ہونے والی رائے شماری میں مسیحی پارلیمان کی حمایت سے لاہور پاکستان کا حصہ بنا۔ اس امر کا اظہار 24 اکتوبر 2014ء کو پالیسی ادارہ برائے پائیدار ترقی اور عالمی گروپ برائے اقلیتی حقوق (MRG) کے اشتراک سے ایس ڈی پی آئی میں کیا گیا۔ قومی تعمیر میں غیر مسلموں کے کردار کے موضوع پر منعقدہ سیمنار سے گفتگو کرتے ہوئے ایس ڈی پی آئی کے سینیئر ریسرچ ایڈوائزر برائے مذہبی تنوع و تعلیم احمد سلیم نے کہا کہ برصغیر میں تعمیرات اور فلاحی اداروں کے حوالے سے غیر مسلموں کا کردار روشن نظر آتا ہے۔ تقسیم ہند کے موقع پر پنجاب اسمبلی میں کی جانے والی رائے شماری میں مسیحی اراکین نے لاہور کو پاکستان میں شامل کرنے کی حمایت کی۔ مسیحی برادری کا کردار تعلیم، صحت اور فلاحی کاموں میں بھی نمایاں نظر آتا ہے۔ اس موقع پر رکن قومی اسمبلی روبینہ خورشید نے کہا کہ غیر مسلموں کے حوالے سے امتیازی قوانین کا از سرِ نو جائزہ لینے کی اشد ضرورت ہے۔ اس حوالے سے مؤثر قانون سازی کے لئے پارلیمان کو مشاہداتی تحقیق کی ضرورت ہے۔ جس کے لئے ایس ڈی پی آئی جیسے اداروں کا تعاون خوش آئندہ اور مثبت پیش رفت ہے۔ انہوں نے کہا کہ غیر مسلموں سے امتیازی سلوک کے خاتمے کے لئے ضروری ہے کہ قائد اعظم محمد علی جناح کے افکار سے راہنمائی لی جائے۔ روبینہ خورشید نے ''غیر مسلم کاکس'' کے قیام کے حوالے سے

کہا کہ یہ کاکس غیر مسلم پارلیمان پر مشتمل ہے جس میں صوبائی اسمبلیوں کے غیر مسلم اراکین کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ اس حوالے سے انہوں نے مزید بتایا کہ یہ مکمل طور پر غیر سیاسی فورم ہے جس کا کام مشاہداتی تحقیق سمیت ہر ممکن معاونت غیر مسلم پارلیمان کو فراہم کرنا ہے تاکہ اُن کے پارلیمانی کردار کو مؤثر اور فعال بنایا جاسکے۔ اس کے لئے پالیسی ادارہ برائے پائیدار ترقی اس فورم کو تحقیقی معاونت فراہم کرے گا۔

> ''برصغیر میں تعمیرات اور فلاحی اداروں کے حوالے سے غیر مسلموں کا کردار روشن نظر آتا ہے۔''

اس موقع پر پالیسی ادارہ برائے پائیدار ترقی (ایس ڈی پی آئی) کے سربراہ ڈاکٹر عابد قیوم سلہری نے کہا کہ قیام پاکستان کے بنیادی خدوخال میں مذہبی و جنسی امتیاز سے پاک ہونا شامل تھا جس کا اظہار بانیء پاکستان متعدد بار اپنی تقاریر میں کر چکے تھے۔ انہوں نے مزید کہا کہ ریاست میں تمام برادریوں اور مذاہب سے امتیازی سلوک کر کے ملک کو مضبوط نہیں بنایا جاسکتا اور نہ ہی قومیں ترقی کر سکتی ہیں۔ ترقی کے ثمرات برابری کی بنیاد پر ہونے چاہئیں۔ انہوں نے ''غیر مسلم کاکس'' کے حوالے سے کہا کہ ایس ڈی پی آئی غیر مسلم پارلیمان کو ہر ممکن تحقیقی معاونت فراہم کرے گا تاکہ پارلیمنٹ میں ان کے پارلیمانی کردار کو فعال کیا جاسکے۔ اس موقع پر غیر مسلم راہنما نائلہ جے دیال نے اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ سیاسی جماعت کے اندر پہلے مسلم اور غیر مسلم کی تفریق ختم کی جائے۔ آخر میں شرکاء کے سوالوں کا جواب دیتے ہوئے احمد سلیم نے کہا کہ سکولوں کالجوں میں مسلمان طلباء کو حافظ قرآن ہونے کی وجہ سے اضافی نمبر دیئے جاتے ہیں جبکہ یہ سہولت غیر مسلم طلباء کے مذاہب کے لئے نہیں ہے۔ انہوں نے زور دیتے ہوئے کہا کہ غیر مسلم طلباء کو ان کے مذہب کے اعتبار سے طلبہ کو بھی اضافی نمبر دینے چاہئیں تاکہ ان میں احساس محرومی ختم ہوسکے۔

گھریلو کاشتکاری کی اہمیت

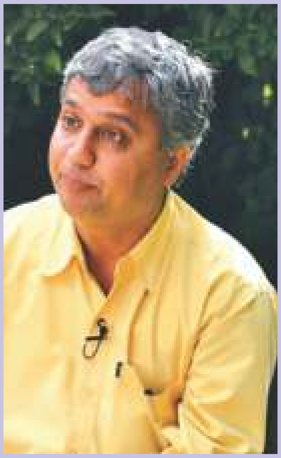

پالیسی ادارہ برائے پائیدار ترقی کے زیرِ اہتمام 16 اکتوبر 2014ء کو عالمی یوم خوراک کے موقع پر گھریلو کاشتکاری کے موضوع پر خصوصی سیمینار کا انعقاد کیا گیا جس میں ایس ڈی پی آئی کے سربراہ ڈاکٹر عابد قیوم سلہری، اقوام متحدہ کے ذیلی ادارے عالمی ادارہ برائے خوراک کے کرشنا پہاڑی، ایف اے او کے نصر حیات، وزارتِ قومی تحفظ خوراک و تحقیق کے جائنٹ سیکرٹری سلیم صادق اور سابق چیف اکانومسٹ پاکستان ڈاکٹر پرویز طاہر نے اظہار خیال کیا۔ سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے ڈاکٹر عابد قیوم سلہری نے کہا کہ پالیسی ادارہ برائے پائیدار ترقی پاکستان میں خوراک کے عدم تحفظ پر مؤثر تحقیقاتی رپورٹ شائع کر چکا ہے جس میں عالمی اداروں اور حکومت پاکستان کی طرف سے خیر مقدم کرتے ہوئے چند اقدامات اُٹھائے گئے مگر اس پر مزید با اختیار حلقہ کی طرف سے عملی کام کرنا وقت کی اشد ضرورت ہے۔ ڈاکٹر سلہری نے مزید کہا کہ فراہمی خوراک میں عدم توازن بڑھ رہا ہے جس میں پینے کا صاف پانی اور صحت کی سہولیات بھی شامل ہیں۔ ان کے علاوہ صحت مند خوراک کا تصور ادھورا ہے۔ انہوں نے کہا پاکستان اس وقت جن بڑے مسائل کا شکار ہے اس کا تصور آج کے موضوع سے الگ نہیں ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ اس میں توازن قائم کیا جائے جو کہ حکومتی پالیسیوں پر عملدرآمد کے ذریعے ممکن ہو سکتا ہے۔ تحفظ خوراک یا زراعت پر خواہ جتنی معیاری تحقیق کر لی جائے اس وقت تک مؤثر نہیں ہو سکتی جب تک اس سے راہنمائی لینے کی پالیسی درست نہ ہو۔ اس موقع پر ایف اے او (یو این) کے نصر حیات نے کہا کہ پاکستان میں خوراک کی کمی نہیں صرف درست حکمت عملی اور بروقت موسمی اطلاعات کی فراہمی کو یقینی بنانا وقت کی اشد ضرورت ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ عالمی سطح پر موسمی تغیرات کے عمل کو سمجھ کر کاشتکاری کرنا ہو گی جس کے لئے عالمی اداروں کے ساتھ حکومت کو پیش رفت کرنا ہو گی۔

وزارت قومی تحفظ خوراک و تحقیق کے جائنٹ سیکرٹری سلیم صادق نے کہا کہ حکومت پاکستان قومی و عالمی اور تحقیق کاروں سے مسلسل رابطے میں ہے اور ان کی تحقیق اور تجاویز کا خیر مقدم کرتے ہوئے استفادہ کر رہی ہے۔ حکومت اپنے وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے پاکستان میں گھریلو کاشتکاری کے فروغ اور ان کو ہر ممکن سہولیات فراہم کرنے کے لئے کوشاں ہے تا کہ فراہمی خوراک میں ان کے اہم کردار کو مزید توانا کیا جا سکے۔ عالمی ادارہ برائے خوراک کے کرشنا پہاڑی نے کہا کہ عدم تحفظ خوراک دیگر مسائل سے مشروط ایک مسئلہ ہے۔ تحفظ خوراک کو یقینی بنانا صرف حکومت کی ذمہ داری نہیں ہے بلکہ دیگر ادارے بھی اس میں اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ پاکستان کا زیرو ہنگر پروگرام برازیل کے ماڈل کو دیکھ کر بہتر بنایا جا سکتا ہے۔ جہاں 70 وزارتیں تحفظ خوراک پر مل کر کام کر رہی ہیں۔ تحفظ خوراک کو یقینی بنانے کے لئے حکومت کے ساتھ دیگر سیاسی جماعتوں کو بھی کردار ادا کرنا چاہئے۔ سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے سابق چیف اکانومسٹ ڈاکٹر پرویز طاہر نے کہا پاکستان نہ صرف عدم تحفظ خوراک کا شکار ہے بلکہ انسانی عدم تحفظ بھی ہے۔ پاکستان کی زراعت کا بھارت یا کسی اور ملک سے موازنہ نہیں کیا جا سکتا کیونکہ پاکستان میں چھوٹے کاشتکاروں کو حکومتی مراعات میسر نہیں ہیں جو کہ دیگر ممالک کے کسانوں کو حاصل ہیں۔ امریکہ

''پاکستان نہ صرف خوراک کے عدم تحفظ کا شکار ہے بلکہ انسانی عدم تحفظ کا بھی۔''
ڈاکٹر پرویز طاہر

اور یورپ کے کسانوں کو زراعت کی ترقی کے لئے خصوصی امداد فراہم کی جاتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان میں بہت سے کسانوں کو کاشتکاری کے لئے زرعی زمین میسر نہیں ہے اس لئے ضروری ہے کہ زرعی اصلاحات کی جائیں۔ انہوں نے زور دیا کہ سیاسی جماعتوں کو زرعی اصلاحات پر بھی توجہ دینی چاہیے۔

آخر میں سوالوں کے جواب دیتے ہوئے ڈاکٹر عابد قیوم سلہری نے کہا کہ ترقی یافتہ ممالک زراعت کے شعبوں میں خاطر خواہ امداد فراہم کر رہے ہیں جبکہ ترقی پذیر ممالک پر دباؤ ڈال رہے ہیں کہ وہ کاشتکاروں کی امداد ختم کریں۔ انہوں نے مزید کہا کہ غربت کے خاتمے کے لئے ضروری ہے کہ گھریلو کاشتکاری پر خصوصی توجہ دیتے ہوئے سہولیات دی جائیں۔

پاک ۔ ہند تجارت: امکانات اور مسائل

عاصم جمیل

پالیسی ادارہ برائے پائیدار ترقی کے زیر اہتمام 24 اکتوبر 2014ء کو ہمسایہ ممالک سے تجارت، امکانات اور مشکلات کے موضوع پر مذاکرہ کا انعقاد، مقامی ہوٹل میں کیا گیا جس میں وفاقی وزیر تجارت انجینئر خرم دستگیر خان، وزیر مملکت برائے نجکاری محمد زبیر، ایس ڈی پی آئی کے سربراہ ڈاکٹر عابد قیوم سلہری، ایس ڈی پی آئی کے ڈپٹی ایگزیکٹو ڈائریکٹر ڈاکٹر وقار احمد، اسلام آباد چیمبر آف کامرس کے شعبان خالد، سینیٹر روبینہ خالد، علی سلمان، بشریٰ یاسمین نادیہ طاہر، اویس خواجہ اور محمد حمزہ نے خطاب کیا۔ اس موقع پر گفتگو کرتے ہوئے وفاقی وزیر برائے تجارت خرم دستگیر خان نے کہا کہ حکومت پاکستان کی تجارت کی پالیسی بہت واضح ہے۔ حکومت کا خیال ہے کہ بین الاقوامی تجارت میں ہمسایہ ممالک سے تجارت کلیدی حیثیت رکھتی ہے اور معاشی نشو ونما اور سرمایہ کاری کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ انہوں نے کہا کہ اس وقت پاکستان توانائی کے بدترین بحران سے گزر رہا ہے جو کہ معاشی ترقی کی راہ میں حائل بڑی رکاوٹ ہے۔ حکومت کے ایجنڈا میں تجارت بڑھانے کا نقطہ سرفہرست ہے۔ جس کے لئے ہمسایہ ممالک کو رعایت بھی دے رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہمسایہ ممالک سے تجارت میں رابطہ کاری، سرمایہ کاری اور امن اہم ستون ہیں۔

”بین الاقوامی تجارت میں ہمسایہ ممالک سے تجارت کلیدی حیثیت رکھتی ہے۔“
خرم دستگیر خان

وفاقی وزیر نے بتایا کہ ایران کے ساتھ ہمارا پراجیکٹ حتمی شکل دیئے جانے کے قریب ہے جس کے لئے ادائیگی میں بیرونی دباؤ مشکلات پیدا کر رہا ہے۔ بیرونی ادائیگیوں کو بہتر بنانے کے لئے حکومت کوشش کر رہی ہے۔ گوادر پورٹ کے ذریعے ایران سے خریدی جانے والی بجلی ایک مثبت علامت ہے۔ خرم دستگیر خان نے کہا کہ حکومت پاکستان سرحدی تناؤ پر سنجیدگی سے پاک فوج سے مل کر حکمت عملی مرتب کر رہی ہے جبکہ بھارت کی طرف سے سرحدوں پر تناؤ میں اضافہ کرنا تجارتی عمل کو دشوار بنا رہا ہے۔ اعلیٰ سفارت کاری اور توانا تحقیق ان مسائل کو حل کرنے کے لئے درکار ہے۔ امید ہے کہ ایس ڈی پی آئی جیسے دیگر ادارے بھی حکومت کی معاونت کریں گے۔ وفاقی وزیر نے چین سے تجارت کے حوالے سے کہا کہ

باہمی تجارتی معاہدہ میں سب کچھ مثبت نہیں مگر حکومتِ وقت کی توجہ سرمایہ کاری کے رجحان میں اضافہ پر ہے۔اس میں مثبت پیش رفت گوادر پورٹ کے ذریعے ترقی یافتہ ممالک سے ہورہی ہے۔انہوں نے کہا کہ ہمسایہ ممالک سے تجارت کے لئے واہگہ بارڈر، طورخم بارڈر اور چمن بارڈر کو ملانے کا مرکز بنارہے ہیں جو کہ گیٹ وے کی حیثیت اختیار کرے گا۔ مذاکرہ سے خطاب کرتے ہوئے وزیر مملکت نجکاری محمد زبیر نے کہا کہ پاکستان کے چار اہم ہمسایہ ممالک ہیں جس سے تجارت خطے کے لئے خوشحالی لاسکتی ہے۔تجارت کے بغیر ہمسایہ ممالک سے تعلقات میں بہتری نہیں آسکتی اور حکومت پاکستان بہتر تعلقات کے ذریعے تجارت کے لئے پرعزم ہے۔انہوں نے کہا کہ پاکستان کی سلامتی پر سمجھوتہ کئے بغیر بھارت سے تجارت کے خواہاں ہیں۔

ہمسایہ ممالک سے تجارت کے لئے اپنی تاجر برادری سے مشاورت کے ذریعے اپنی مقامی صنعت کے تحفظ وترقی کے لئے جامع حکمت عملی مرتب کر رہے ہیں۔ خطے میں تجارت کے لئے بھارت مؤثر حیثیت رکھتا ہے ۔ سرحدوں کے ذریعے تجارت کے لئے خصوصی سہولیات پیدا کر رہے ہیں۔اس موقع پر پیپلز پارٹی کی سینیٹر روبینہ خالد نے کہا کہ ہمسایہ ممالک میں عدم اعتماد ایک بنیادی رکاوٹ ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ مسائل گفتگو کے ذریعے اپنے حل تک نہیں پہنچ پاتے اور ان ممالک کے مابین صورتحال تناؤ کا شکار رہتی ہے۔انہوں نے کہا کہ پنجابی طالبان اپنی سرگرمیاں معطل کر چکے ہیں مگر افغانستان میں اب بھی لمحہ فکریہ ہے جس سے پُرامن خطے کی تصویر نہیں پیش ہو رہی۔ یہی وجہ ہے کہ بیرونی سرمایہ کار راغب نہیں ہو رہے۔ ایس ڈی پی آئی کے سربراہ ڈاکٹر عابد قیوم سلہری نے اپنے ادارے کی طرف سے کی جانے والی تحقیق کی روشنی میں کہا کہ خطے میں کی جانے والی تجارت کا جائزہ دفاعی صورت حال سے ہٹ کر نہیں لیا جاسکتا کیونکہ متعدد بار تناؤ کی وجہ سے تجارتی امور متاثر ہوئے ہیں اور اب بھی کافی تعطل کا شکار ہیں۔انہوں نے کہا کہ تجارت میں دوستی ضروری نہیں مگر اچھی ثابت ہوسکتی ہے۔انہوں نے کہا کہ گذشتہ پانچ دہائیوں میں تجارت کے انداز بدل چکے ہیں جبکہ پاکستان کو بھی نئے تقاضوں سے ہم آہنگ کرنا ہوگا تب ہی برآمدات میں اضافہ ممکن ہو سکے گا۔انہوں نے اپنی تحقیق کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ پاکستان کی برآمدات کی اشیاء میں بڑی جان ہے اس لئے ہمیں مزید اضافہ کے لئے اندازِ حکمرانی تبدیل کرنا ہوں گے۔انہوں نے کہا کہ بھارت کو ایم ایف این کے سٹیٹس کو مؤثر کرنے کے لئے اپنی منفی اور مثبت فہرست کا از سرنو جائزہ لینا چاہئے۔

"پاکستان کی اشیائے برآمدات میں بڑی جان ہے اس لئے ہمیں مزید اضافہ کے لئے اندازِ حکمرانی تبدیل کرنا ہوں گے۔"

ڈاکٹر عابد قیوم سلہری

بھارت سے تجارت کے لئے ہمیں اپنی لاگت کو کم کرنا ہوگا۔ یہ امر دونوں ممالک کے لئے خوش آئند ہے کہ دونوں حکومتیں تجارت میں اضافہ پر سنجیدہ ہیں۔ عابد سلہری نے مزید کہا کہ ہمسائے تبدیل نہیں کئے جاسکتے مگر تعلقات میں خوشگوار تبدیلی لائی جاسکتی ہے جو کہ خطے پر اچھے اثرات ڈالے گی۔ ایس ڈی پی آئی کے ڈاکٹر وقار احمد نے کہا کہ دونوں ممالک میں متعدد رکاوٹیں ہونے کے باوجود، صورت حال تجارت کے فروغ کی طرف بڑھ رہی ہے۔انہوں نے کہا کہ سرحدوں کے ذریعے تجارت میں اخراجات کو کم کر کے نئی منڈیاں حاصل کی جاسکتی ہیں۔ زرعی اشیاء سمیت متعدد اشیاء کی تجارت خطے کو فائدہ دے سکتی ہے۔ تاجروں کو سہولیات دینا اہم سنگ میل ثابت ہوگا۔ ڈاکٹر وقار نے کہا کہ بنگلہ دیش سے سمندری راستے جبکہ انڈیا، نیپال، افغانستان اور چین سے زمینی اور ریل کے ذریعے تجارت کی لاگت کم کی جاسکتی ہے۔ ایسے تاجروں کی ضرورت ہے جو کہ ان ممالک میں تسلسل قائم کرسکیں۔اس موقع پر ایوان تجارت اسلام آباد کے سابق صدر شعبان خالد، بشریٰ یاسمین، نادیہ طاہر، ادریس خواجہ اور ابراہیم قریشی نے بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا

مذہبی رواداری میں نوجوانوں کا کردار

سلمان دانش

30 اکتوبر 2014ءکو پالیسی ادارہ برائے پائیدار ترقی کے خصوصی معاون برائے تحقیق، دانشور، مصنف اور محقق احمد سلیم نے قائداعظم یونیورسٹی کے شعبہ ڈیفنس اینڈ سٹریٹیجک سٹڈیز میں ”**پاکستان میں امن اور تناؤ کی صورت حال، مذہبی رواداری میں نوجوانوں کے کردار**“ کے موضوع پر خصوصی مذاکرہ کے دوران خطاب کیا۔ مذاکرہ میں ایس ڈی پی آئی کی موی سلیم، قائداعظم یونیورسٹی کے پروفیسر خالد رشید اور شعبہ سوشل سائنسز کی سربراہ ڈاکٹر عالیہ ایچ خان نے بھی اظہار خیال کیا۔ اس موقع پر اظہار خیال کرتے ہوئے احمد سلیم نے کہا کہ پاکستان میں عام تاثر سے عملی صورت حال مختلف ہے کہ یہاں دستور پاکستان آبادی کی پانچ فیصد اقلیتوں کو آئینی تحفظ دیتا ہے۔ تقسیم ہند کے موقع پر پاکستان آنے والے اور بھارت جانے والے مہاجرین کہلاتے ہیں، عام طور پر ہجرت کا تاثر غلط دیا جاتا ہے۔ درحقیقت اس کا درست تاثر صرف نبی اکرم ﷺ

”قائداعظم محمد علی جناح نے متعدد بار ہدایت کی کہ غیر مسلموں اور اقلیتوں کا ہر ممکن تحفظ کیا جائے“

والا ہی ہے۔ احمد سلیم نے کہا تقسیم ہند صرف آبادیاتی خطوط پر ہوئی جہاں جس مذہب کی اکثریت تھی ان کی اسی مناسبت سے تقسیم ہوئی۔ برصغیر کی تاریخ میں غیر مسلموں کا کردار روشن اور فعال رہا ہے۔ 23 جون 1947ءکو ڈپٹی سپیکر ڈی پی سنگھا کی صدارت میں ہونے والے پنجاب قانون ساز اسمبلی کے اجلاس میں اُن سمیت تین اراکین نے پاکستان کی حمایت میں ووٹ ڈال کر لاہور کو پاکستان کا حصہ بنا دیا۔ یہ وہ حقیقت ہے جو آنے والی نسلوں کو بتانی چاہئے اور ان معلومات کو نصابی کتابوں میں بھی شامل ہونا چاہئے۔ انہوں نے مزید کہا کہ تقسیم ہند کے وقت نقل مکانی کر کے پاکستان آنے والوں کی حالت انتہائی ناگفتہ بہ تھی جن کو یہاں پر مسلمانوں کے علاوہ یہاں رہنے والے غیر مسلموں نے بھی پناہ دی اور ان کی جانوں کو محفوظ بنایا۔ قائداعظم محمد علی جناح نے متعدد بار ہدایت کی کہ غیر مسلموں اور اقلیتوں کا ہر ممکن تحفظ کیا جائے کیونکہ اب وہ صرف پاکستانی ہیں۔ انہوں نے کراچی میں پارسیوں کے ایک سکول جس میں صرف پارسی طلبہ پڑھ سکتے تھے وہاں کے ضابطہ میں تبدیلی کرنے کی ہدایت دی تاکہ اس میں پارسیوں کے علاوہ دوسرے طلبہ کو بھی داخلہ دیا جا سکے۔ انہوں نے مزید کہا کہ غیر مسلموں کے ہاتھوں قائم ہونے والے درجنوں ادارے آج بھی بلا تخصیص انسانیت کی خدمت کر رہے ہیں جن میں تعلیم اور صحت کے ادارے نمایاں ہیں۔ احمد سلیم نے طلبہ کو بتایا کہ قائداعظم محمد علی جناح، لیاقت علی خان، سردار عبدالرب نشتر، ذوالفقار علی بھٹو، بے نظیر بھٹو، نواز شریف، آصف علی زرداری سمیت پاکستان کے اہم راہنما اور

اعلیٰ منصب پر فائز افراد مسیحی تعلیمی اداروں کے فارغ التحصیل ہیں۔انہوں نے انکشاف کیا کہ برصغیر میں اردو کا پہلا اخبار بروز بدھ، 27 مارچ 1822ء کو ایک پارسی کی زیرادارت شائع کیا گیا۔اس طرح فنون لطیفہ میں غیر مسلموں میں جمی انجینئر، سلیم رضا، اے نیئر، بنجمن سسٹرز، نیلو، شبنم سمیت متعدد فنکاروں نے نمایاں کام کیا۔نوجوانوں کو چاہئے کہ وہ اپنی روشن تاریخ کو ضرور پڑھیں۔اس موقع پر ایس ڈی پی آئی کی محقق اور ماہر امور مفاہمت مومی سلیم نے کہا کہ پاکستان کے اندر بڑھتے ہوئے تناؤ کی ظاہری وجوہات کا گہرائی میں موازنہ کیا جائے تو نتائج مختلف برآمد ہوتے ہیں۔جو کہ مختلف مذاہب کو شدت پسندی کی بنیاد پر فرقوں میں تقسیم کرتے ہوئے تناؤ اور تنازعات کا سبب بننے کے ساتھ ساتھ معاشی کس مپرسی اور عمرانی اقدار کا فقدان شامل ہے۔مومی سلیم نے مالاکنڈ ڈویژن میں مفاہمت و مصالحت پر کی جانے والی اپنی تحقیق کا حوالہ دیتے ہوئے کہا یہ بات واضح ہوئی کہ اس ڈویژن میں سوات سمیت دیگر شہروں میں غربت اور کمزور عمرانی روابط میں فقدان کا فائدہ منفی سوچ رکھنے والوں نے اٹھاتے ہوئے اپنے گروپ کو مضبوط کر کے عوام اور حکومت کے لئے مسائل پیدا کیئے۔ وہاں مذہبی انتہا پسندی کی بنیاد پر لوگوں کو نشانہ بنایا گیا، جن کا فائدہ اُجرتی قاتلوں نے بھی اٹھایا۔انسانی جانیں اجرت کی غرض سے لی جاتی رہیں۔انہوں نے کہا کہ تنازعات کو ختم کر کے امن قائم کرنا ایک طویل اور مسلسل عمل ہے جس کے لئے مخلصانہ کوشش ہی بارآور ہوتیں ہیں۔طلبہ کے سوالوں کے جواب میں مومی سلیم نے کہا کہ نوجوان ثقافت اور تاریخ کے امین ہیں اور وارث بھی۔انہیں اپنے آپ کو منظّم اور مضبوط کر کے سفارتکاری کرتے ہوئے اس عمل کو آگے بڑھانا ہے۔اس عمل کے ذریعے عمرانی اقدار کو فروغ ملے گا معاشرہ تنزلی سے نکل کر ترقی اور مضبوطی کی طرف بڑھے گا۔انہوں نے مزید کہا کہ پاکستان خوش قسمت ملک ہے جس میں 62 فیصد آبادی نوجوانوں پر مشتمل ہے۔اس مخصوص ذہنیت کو تبدیل کر کے صنفی امتیاز، مذہبی اقلیت اور محروم طبقوں کو بہتر بناتے ہوئے آئندہ دس سے پندرہ سالوں میں نوجوانوں کو اس کے مثبت تنائج ملنا شروع ہو جائیں گے کہ پاکستان جن مسائل سے اس وقت دوچار ہے نکل آئے گا۔

> ''نوجوان ثقافت اور تاریخ کے امین ہیں اور وارث بھی۔''
>
> مومی سلیم

آخر میں قائداعظم یونیورسٹی میں سوشل سائنسز کی سربراہ ڈاکٹر عالیہ خان نے کہا کہ طلبہ اور نوجوانوں کے لئے ضروری ہے کہ نصابی کتب کے ساتھ مصنفین، محققین اور مؤرخین کے ساتھ نشستیں انہیں آئندہ زندگی میں بہت فائدہ دے سکتی ہیں۔اس لئے ان کو چاہئے کہ اس کے لئے وہ اپنا وقت ضرور مختص کریں۔ڈاکٹر عالیہ نے کہا کہ بدقسمتی سے ہم نے غیر مسلموں کو دیوار کے ساتھ لگا رکھا ہے جو کہ بدترین تفریق ہے۔جس کی کوئی مذہب اجازت نہیں دیتا۔انہوں نے کہا کہ نبی اکرم ﷺ اور قائداعظم محمد علی جناح نے اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ پر بہت زور دیا ہے۔ہمیں دیگر ممالک میں مسلمانوں کے ساتھ بہتر سلوک کو سامنے رکھتے ہوئے اچھے طرزِ عمل کا مظاہرہ کرنا چاہئے۔